وَشَاوِرۡهُمۡ فِي الۡاَمۡرِ
ترجمہ:۔اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔
(سورہ آل عمران آیت ۱۵۹)
مشورہ کرنا کیسا؟؟؟
تالیف
مفتی نقاش چمن قادری رضوی

وشاورھم فی الامر

ترجمہ:۔اور کاموں میں ان سے مشورہ لو۔

(سورہ آل عمران آیت 159)

مشورہ کرنا کیسا؟

تالیف: ۔مفتی نقاش چمن قادری

ناشر

ارفع اسلامک اکیڈمی انٹرنیشنل

مشورہ کرنا کیسا؟؟؟

جب کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے میں تردد ہو یا کام کرنے کی نوعیت یا طریقہ کار میں تردد ہو تو تردد کو دور کرنے کے لیے اہل رائے سے مشورہ کرلینا حکم خداوندی اور سنت مصطفوی ہے۔مشورہ کرنے والا کبھی نادم نہیں ہوتا۔اللہ تعالی جو حکیم مطلق ہے اسنے تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں سے مشورہ فرمایا،

اللہ عزوجل خود قرآن مجید میں ارشاد فرماتاہے۔

فاعف عنهم واستغفرلهم وشاورهم فى الامر فاذا عزمت فتوكل على الله ان الله يحب المتوكلين۔

(سورۃآل عمران آیت 159)

ترجمہ:۔تو تم انہیں معاف فرماؤاور ان کی شفاعت کرو اور کاموں میں ان سے مشورہ لو،اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللہ کو پیارے ہیں۔

شان نزول:۔

غزوہ بدر میں شدت قتال سے چند صحابہ کرام جنگ سے ہٹ آئے اللہ تعالی نے انہیں معاف فرما دیا۔اور ساتھ ہی اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین حکم دیئے۔کہ اے محبوب!آپ بھی انہیں معاف فرما دیں۔ان کی مغفرت کے لیے ہماری بارگاہ میں شفاعت فرمائے ان کے دل کو خوش کرنے کے لیے حسب سابق ان سے مشورہ فرما لیا کریں۔

حضور نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنے وزیروں (سیدنا ابوبکر اور سیدنا عمر) سے مشورہ کرلیا کروں۔

(الجامع لاحکام القران ج 4 ص 249۔تفسیر کبیر ج 9 ص 65۔تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 460)

اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کے اظہار کے لیے ان سے کئی بار مشورہ فرمایا جیسا کہ روایت میں آتا ہے کہ

حضور نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک دن کاشانہ نبوت میں موجود رہے باہر جلوہ افروز نہ ہوئے صحابہ پریشان ہوئے اور سمجھے کہ اب آپ باہر تشریف نہ لائیں گے اچانک آپ نے جلوہ افروزی فرمائی اور سجدے میں سر مبارک کو رکھ دیا اور اتنا طویل سجدہ فرمایا کہ صحابہ کرام سمجھے کہ اب سر نہ اٹھائیں گے جب آپ نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا۔

ان ربی تبارک و تعالی استشارنی فی امتی ماذا افعل بھم فقلت ما شئت ای ربی ھم خلقک و عبادک فاستشارنی الثانیة فقلت لہ کذلک فقال لا اخرنک فی امتک یا محمد و بشرنی ان اول من یدخل الجنة من امتی الفامع کل الف سبعون الفا لیس علیھم حساب ثم ارسل الی فقال ادع تجب وسل تعط فقلت لرسولہ او معطی ربی سؤلی فقال ما ارسلنی الیک الا لیعطیک ولقد اعطانی ربی ولا فخر و غفرلی ما تقدم من ذنبی وما تاخر وانا امشی حیا صحیحا و اعطانی ان لا تجوع

امتی ولا تغلب واعطانی الکوثر فھو نھر من الجنة لیسیل فی حوضی و اعطانی العز و النصر والرعب یسعی بین یدی امتی شھر او اعطانی انی اول الانبیاء ادخل الجنة و طیب لی ولامتی الغنیمة واحل لنا کثیرا مما شدد علی من قبلنا ولم یجعل علینا حرج۔

(رواہ الائمہ عن حذیفا بن الیمان ج 5 ص 393)

ترجمہ:۔ بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ فرمایا کہ میں ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کروں میں نے عرض کیا! اے میرے رب! جو تو چاہے ایسا فرما کیونکہ یہ تیری مخلوق ہے اور تیرے بندے ہیں۔اس نے مجھ سے دوبارہ مشورہ طلب فرمایا میں نے ایسا ہی عرض کیا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے محمد! میں تیری امت کے بارے میں تجھے غمزدہ نہ کروں گا۔اور اس نے مجھے بشارت دی کہ جنت میں سب سے پہلے میری امت سے ستر ہزار کو داخل کروں گا کہ ہزار کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے ان پر حساب نہ ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے پیغام دیا کہ اے محبوب! دعا مانگئے میں دعا قبول کروں گا سوال کیجیئے میں عطا کروں گا میں نے پیغام لانے والے سے فرمایا کہ کیا میرا رب میرے سوال پر عطا فرمائے گا؟ اس

نے عرض کی مجھے آپ کی طرف اس لیے بھیجا گیا ہے کہ وہ آپ کو عطا فرمائے گا۔بے شک میرے رب نے میرا سوال پر مجھے عطا فرما دیا ہے اس پر کوئی فخر نہیں کرتا اللہ تعالی نے میرے سبب سے میرے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرمادیئے ہیں اب میں صحیح حالت میں چلتا پھرتا ہوں اللہ تعالی نے مجھے یہ بھی عطا فرمایا ہے کہ میری امت بھوکی نہ رہےگی اور نہ مغلوب ہوگی۔اس نے مجھے کوثر عطا فرما دیا ہے وہ جنت میں ایک نہر ہے جو میرے حوض میں بہتی ہے اللہ تعالی نے مجھے عزت فتح اور رعب عطا فرمایا ہے جو میری امت کے سامنے ایک مہینے کی مسافت تک چلتا ہے۔اللہ تعالی نے مجھے یہ بھی عطا فرمایا ہے کہ انبیاء میں سب سے پہلے میں جنت میں داخل ہوں گا میرے اور میری امت کے لیے غنیمت کو پاک کردیا ہے اور ہمارے لیے بہت سی ان چیزوں کو حلال فرما دیا گیا ہے جو پہلی امتوں پر ممنوع تھیں ان کے بارے میں ہم پر کوئی تنگی نہیں۔

مشورہ پر عمل کرنے والے کی خوبی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمائی۔

ما ندم من استشار ۔

ترجمہ:۔ جس نے مشورہ کرلیا وہ ندامت نہ اٹھائے گا۔

(رواہ الطبرانی فی الاوسط بحوالہ تفسیر قرطبی ج 4 ص 250 احکام القران از جصاص ج 2 ص 41۔ تفسیر بیضاوی ص 160۔ تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 420)

ماہر اور امین سے مشورہ لو:۔

چونکہ مشورہ کرنا قواعد شریعت اور عزائم احکام سے ہے اس لیے ان سے مشورہ کیا جائے جو اہل رائے ہوں اور اس فن سے خوب واقف ہوں۔دینی امور میں علمائے کرام سے مشورہ کیا جائے۔فوجوں اور جنگی چالوں کے بارے میں جنگی امور کے ماہرین سے مشورہ کیا جائے ملکی و سیاسی حالات کی فلاح و بہبود کے لیے وزیروں مشیروں سیاست دانوں معاشیات کے ماہرین سے مشورہ کیا جائے۔

جس سے مشورہ لیا جائے اس کا امین دیانتدار اور ماہر ہونا لازم ہے۔حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

المستشار مؤتمنن

(رواہ ابوداود و الترمذی و النسائی و ابن ماجہ عن ابی ھریرہ تفسیر ابن کثیر ج 1 ص 420)

ترجمہ:۔جس سے مشورہ کیا جائے وہ امین ہو۔

آج ہمارا سب سے بڑا المیہ ہی یہی ہے کہ ہم مشورہ نااہل لوگوں سے کرتے ہیں ہماری مشاورت میں ان لوگوں کے نام سر اول ہوتے ہیں جو اپنی برائیوں میں نامور ہوتے ہیں پھر بعض اوقات ہم مشورہ ان لوگوں سے کرتے ہیں جنہیں اس کا بالکل بھی تجربہ نہیں ہوتا یہ کام بالخصوص اسلامی معاملات میں دیکھنے میں آتا ہے طلاق جیسا اہم موضوع کے بارے میں ہم ان لوگوں کی آرا لے رہے ہوتے ہیں جنھیں طلاق کی ط کا بھی پتہ نہیں ہوتا پھر ایسے معاشرے میں کسی ترقی آئیے کسے یہ لوگ زمانے میں ایک الگ مقام و منصب بنائے۔

حاکم بھی اہل علم سے مشورہ کرے:.

جو حاکم اہل علم اور اہل دین سے مشورہ نہیں کرتا اس کا منصب حکومت سے ہٹا دینا واجب ہے۔آقا و مولی حضور سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) باوجود مخلوق میں سب

سے زیادہ عالم ہونے کے صحابہ کرام (رضوان اللہ علھیم اجمعین) سے مشورہ کیا کرتے تھے رب قدیر نے مشورہ کی اہمیت اور ضرورت کو بارہا واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔

والذین استجابوالربھم واقامو الصلوۃ وامرھم شوری بینھم ومما رزقنھم ینفقون۔(سورۃ الشوری 38)۔

ترجمہ:۔ اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام آپس کے مشورے سے ہے اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

باہمی مشورہ میں اہل رائے کی رائے مختلف ہو سکتی ہے مکمن ہے ان میں بعض کی رائے صائب ہو اور بعض کی رائے خطا پر مبنی ہو۔جس کی رائے میں اختلاف ہو اس پر کوئی شرعی مؤاخذہ نہیں بلکہ اپنی دیانت دارانہ رائے دینے کے باعث ایک اجر کا مستحق ہے اگر مشورہ میں خطا کے باعث نقصان بھی ہو جائے تو اس خطا کا ذمہ دار نہیں کہ اس نے نقصان کا ارادہ نہیں کیا تھا اسی اصول سے دینی مسائل میں اجتہاد اور قیاس کی اہمیت واضح ہو گئی۔اجتہاد اور ظن پر عمل کرنا جائز ہے۔اللہ تعالی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرام علیھم الرضوان سے مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ظاہر ہے اکثر موقعوں پر صحابہ کرام میں رائے میں اختلاف ہوا مگر رب

تعالی نے ان کے مشورہ کی خطا پر ان سے مؤاخذہ نہ فرمایا بلکہ ان کے لیے اجر کا وعدہ فرمایا۔

(احکام القران از امام جصاص ج 2 ص 41)

محمد احمد نام کی برکت:۔

مجلس مشاورت میں کسی ایسے مسلمان کو شامل کرلینا باعث برکت ہے جس کا نام محمد یا احمد ہو۔کیونکہ ان ناموں کی برکت سے مجلس مشاورت سراپا بابرکت ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم نور مجسم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا۔

مامن قوم کانت لھم مشورہ فحضر معھم من اسمہ احمداومحمد فادخلوہ فی مشورہ الا خیرلھم۔

(رواہ القرطبی عن ابن ابی طالب الجامع القران ج 4 ص 251)

ترجمہ:۔ جب کوئی قوم مشورہ کرنا چاہے تو مشورہ میں کوئی ایسا شخص حاضر ہو جس کا نام احمد یا محمد ہو اور وہ جماعت اس کو اپنے مشورہ میں شامل کرلیں اس میں برکت ہوگی۔

احکام شرع میں مشورہ نہیں:۔

مشورہ اس معاملہ میں جائز ہے جس بارے میں کوئی واضح حکم شرع موجود نہ ہو۔ جن امور کے بارے میں واضح احکام شرع موجود ہیں ان میں مشورہ کرنا جائز نہیں ہے بلکہ احکام منصوصہ پر عمل کرنا لازم و ضروری ہے۔

مثلا نمازوں کی تعداد،رمضان کے روزے،زکوۃ کے نصاب وغیرہ مشورہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(تفسیر مدارک ج 1 ص 315،تفسیر کبیر ج 8 ص 67)

اپنے علم تجربہ اور باہمی مشورہ کے باوجود توکل صرف اللہ تعالی پر کرنا لازم ہے کیونکہ بعض اوقات انسانی علم تجربہ اور اجتماعی رائے غلط بھی ہو جاتی ہے۔

آج کل لوگ کثرت کے ساتھ اس مرض میں مبتلاء ہیں اور غضب بالائے غضب اس کی معرفت سے بھی بے بہرہ ہیں۔اس عمل کو قلب کی ایک بری صفت قرار دیا گیا ہے اور اس کو قلب کی بری صفت قرار دئے جانے کی وجہ اس بارے میں اللہ کے احکامات کی خلاف ورزی کا ازتکاب اور وعدہ خدا پر اعتماد کا نہ ہونا ہے۔توکل ہے کیا؟

توکل کیا ہے؟

توکل کا لغوی معنی بھروسہ کرنا ہے اور اس صفت سے متصف کو متوکل کہتے ہیں۔

شرعی لحاظ سے توکل کا معنی ہے اللہ تعالی پر رزق اور دیگر معاملات میں کامل بھروسہ کرنا۔یعنی انسان کے دل میں یہ خیال راسخ ہو جائے کہ میرے تمام کاموں کا کفیل اللہ ہے ۔

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی (رحمۃاللہ علیہ) فرماتے ہیں۔

رزق اور عزت حاصل کرنے کے لیے اللہ تعالی کی نافرمانی نہ کرنا توکل ہے۔اور جو بندہ اللہ تعالی پر توکل کرتا ہے اللہ تعالی اسے ضائع نہیں کرتا اسلیے اللہ کی نافرمانی کرنا حرام ہے۔

(تفسیر مظہری ج 2 ص 397)

ترک اسباب کا نام توکل نہیں:۔

توکل ترک اسباب کا نام نہیں ہے بلکہ اسباب عادیہ کو استعمال کرکے اللہ تعالی کی ذات پر اعتماد کا نام توکل ہے.اللہ تعالی نے دینی اور دنیوی امور میں مشورہ کرنے کا حکم دیا مشورہ کرنا خود اسباب سے ہے۔اگر ترک اسباب کا نام توکل ہوتا تو اللہ کبھی مشورہ کا حکم نہ دیتا۔

ترک اسباب کا نام توکل نہیں اس مسئلے کو قدرے تفصیل سے بیان کرنا اس لیے مفید رہے گا کیونکہ بعض لوگ اس مسئلے کو بنیاد بنا کر اہل علم پر زبان اعتراض دراز کرتے ہیں۔

قرآن عظیم کی تعلیمات اور ہمارے نبی کریم (صلی اللہ علیہ سلم) و دیگر اکابرین اسلام کے قول و عمل سے بھی یہی ثابت ہے کہ اللہ پر اعتماد کے ساتھ ساتھ اسباب کے اختیار کئے جانے میں کوئی حرج نہیں۔یہی وجہ ہے کہ حکم توکل کے باوجود اسباب کی تیاری کا جابجا حکم دیا گیا ہے۔

فرمان باری تعالی ہے۔

واعدوالھم مااستطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترھبون بہ عدواللہ وعدوکم واخرین من دونھم لا تعلمونھم۔

(سورۃ الانفال 60)

ترجمہ:۔اور جتنی تمہیں استطاعت ہو ان کے لیے قوت تیاررکھو اور جتنے گھوڑے باندھ سکو باندھو تاکہ ان سے ان کے دلوں میں دھاک بٹھاؤ جو اللہ اور تمہارے دشمن ہیں اور ان کے سوا کچھ دوسروں کے قلوب میں جنہیں تم نہیں جانتے۔

قوۃ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت علامہ امام فخرالدین (رحمۃ اللہ) ارشاد فرماتے ہیں۔

یہاں قوت سے مراد وہ چیزیں ہیں جو قوت کے حصول کے لیے سبب واقع ہوں۔اور مفسرین نے اس بارے میں چند صورتیں بیان کی ہیں۔

پہلی قوۃ سے مراد ہتھیاروں کی مختلف اقسام ہیں۔

دوسری مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت پاک کو منبر پر تلاوت فرما کر ارشاد فرمایا سن لو قوۃ تیر اندازی ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تین مرتبہ بیان فرمایا۔

اور **تیسری** یہ کہ بعض اکابرین نے فرمایا قوۃ سے مراد قلعے ہیں۔

(التفسیر الکبیر ج 5 ص 499)

مزید کچھ آگے ارشاد فرمایا کہ

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جہاد کے لیے تیر اسلحے گھوڑوں اور تیر اندازی کی تربیت کے ساتھ تیاری کرنا فرض کفایہ ہے۔

(ایضا)

سیدہ عائشہ (رضی اللہ عنھا) سے مروی ہے کہ

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک سفر میں بیدار رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں جلوہ افروز ہوئے تو فرمایا۔

لیست رجلا من اصحابی صالحا یحرسنی اللیلۃ۔

یعنی کاش! آج رات میرے اصحاب میں سے کوئی نیک بندہ ہماری حفاظت کرے اچانک آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہتھیاروں کی آواز سماعت فرمائی پوچھا کون ہے ؟

باہر سے کہا گیا، سعد بن ابی وقاص ہوں۔آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حفاظت کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔یہ سن کر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سو گئے۔

(صحیح البخاری)

عمدۃالقاری فی شرح صحیح البخاری میں امام بدرالدین عینی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ

مذکورہ حدیث میں دشمن سے ہوشیار رہنے اور اسکے طرف سے پہنچنے والے نقصان سے حفاظت اختیار کرنے کا بیان اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لوگوں پر لازم ہے کہ دشمنوں کی طرف سے قتل کر دئے جانے کے خوف کے باعث اپنے سلطان

کی حفاظت کریں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اسباب اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں ہے کیونکہ توکل فعل قلب ہے اور اختیار اسباب عمل بدن۔

(عمدۃ القاری شرح الصحیح البخاری ج 10 ص 204)

اس طرح کثیر احادیث اور اقوال اکابرین سے توکل کی اہمیت واضح ہوتی ہے لیکن توکل ترک اسباب کا نام نہیں بلکہ اسباب کو اختیار کر کہ پھر رب پر بھروسہ کرنا ہے۔جو صرف اسباب پر توکل کرتا ہے اپنے رب پر نہیں وہ بھی نقصان کا سامنا کرتا ہے اور جو اسباب کو ترک کر خوش فہمی کا شکار ہوتا ہے وہ بھی نقصان کی پکڑ میں آ جاتا ہے۔

تمت

الفقیر نقاش چمن قادری رضوی عفی عنہ

12محرم الحرام 1438ء